نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

مرزا قادیانی

مسیح نامرد

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی مسیح نامرد

یہ رسالہ ایک خالص تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ہے جس میں مرزا غلام قادیانی کے اپنے تحریری اقرارات، جماعتِ احمدیہ کے داخلی مآخذ، اور مستند تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں ایک مخصوص دعویٰ کا جائزہ لیا گیا ہے، یعنی وہ دعویٰ جس میں خود مرزا غلام قادیانی نے اپنی بعض جسمانی و ازدواجی کیفیات کا ذکر کیا ہے۔ اس رسالے کا مقصد الزام تراشی یا جذباتی مناظرانہ اسلوب نہیں، بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ آیا مرزا غلام قادیانی کے اپنے بیانات، ان کے طبی دعووں اور ان کے خاندانی حالات کے مابین کوئی واضح تطبیق پائی جاتی ہے یا نہیں۔

زیرِ بحث نکتہ یہ ہے کہ اگر شادی کے زمانے میں مرزا غلام قادیانی اپنی تحریروں کے مطابق کسی ایسے مرض میں مبتلا تھا جسے وہ خود صراحت یا کنایہ کے ساتھ بیان کرتا ہے، تو پھر بعد ازاں اولاد کا پیدا ہونا کس طرح ثابت کیا جائے گا، اور اس کی کیا توجیہ پیش کی جاتی ہے۔ یہ سوال براہِ راست قادیانی لٹریچر اور ان کے اپنے دعووں سے پیدا ہوتا ہے، نہ کہ کسی بیرونی مفروضے سے۔

اس رسالے میں چند منتخب اور واضح حوالہ جات پیش کیے جائیں گے، جن میں اصل متون، سیاق و سباق اور زمانی ترتیب کا خاص خیال رکھا جائے گا، تا کہ قاری خود یہ سمجھ سکے کہ مسئلہ کہاں پیدا ہوتا ہے اور جماعتِ احمدیہ اس داخلی تضاد کو کس طرح حل کرتی ہے، یا آیا واقعی کوئی حل موجود ہے بھی یا نہیں۔ اس اعتبار سے یہ رسالہ ایک سوالیہ و تحقیقی دستاویز ہے، جس کا مخاطب خاص طور پر وہ افراد ہیں جو قادیانیت کے دعووں کو بلا تحقیق قبول کرنے کے عادی ہیں۔

نامردی کاقادیانی الہام

نومبر ۱۸۸۴ء ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا......میری حالت ِمردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا...... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے......غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جنابِ الٰہی میں دُعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے سے دوائیں بتلائیں۔

(تذکرہ صفحہ 108)

اس اقتباس میں سب سے بنیادی اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی خود شادی کے عین وقت اپنی جسمانی کیفیت کو بیان کر رہا ہے، اور یہ بیان کسی مخالف کا نہیں بلکہ اس کی اپنی تحریر اور اعتراف ہے۔ وہ واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ دل و دماغ سخت کمزور تھے، متعدد امراض کا شکار رہ چکا تھا، اور سب سے اہم جملہ یہ ہے کہ ''میری حالتِ مردمی کالعدم تھی''۔ عربی و اردو اسلوب میں ''حالتِ مردمی'' کا اطلاق صریح طور پر ازدواجی و تولیدی صلاحیت پر ہوتا ہے، اور ''کالعدم'' کا لفظ کسی وقتی کمزوری نہیں بلکہ عدمِ موجودگی کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی نہایت اہم ہے کہ مرزا غلام قادیانی اس کیفیت کو وقتی گھبراہٹ یا نفسیاتی کیفیت قرار نہیں دے رہا، بلکہ اسے اپنی مجموعی جسمانی کمزوری، سابقہ امراض اور ''پیرانہ سالی کے رنگ'' سے جوڑ رہا ہے۔ مزید برآں اس کے بقول اس کے بعض قریبی دوستوں نے بھی اسی بنیاد پر اس شادی پر افسوس کا اظہار کیا کہ وہ اس قابل نہ تھا، جو اس بات کی تائید ہے کہ یہ

معاملہ محض ان کا ذاتی وہم نہیں بلکہ ایک معروف اور محسوس شدہ حالت تھی۔

اس اقتباس میں دعا اور الہام کے ذریعے دوا بتائے جانے کا ذکر بعد میں آتا ہے، جو بذاتِ خود اس بات کا اعتراف ہے کہ شادی کے وقت یہ حالت بالفعل موجود تھی، اور اس سے نجات بعد میں مطلوب تھی، نہ کہ پہلے سے حاصل شدہ۔ چنانچہ زمانی ترتیب کے لحاظ سے یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہے کہ شادی کے وقت مرزا غلام قادیانی خود اپنی "حالتِ مردمی" کے کالعدم ہونے کا اقرار کر رہا ہے۔

یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس سے آگے چل کر ایک ناگزیر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شادی کے وقت یہ حالت بالفعل موجود تھی، تو بعد ازاں اولاد کے ظہور کا معاملہ کس طرح سمجھا جائے گا، اور اس کی توجیہ قادیانی لٹریچر میں کہاں اور کس صورت میں پیش کی گئی ہے۔ یہی سوال اس رسالے کی آئندہ بحث کی بنیاد بنتا ہے۔

نکاح کے وقت حالتِ نامردمی کا صریح اقرار

> ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطیس اور دردسر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا۔

(حیات احمد جلد دوم حصہ سوم صفحہ 360)

یہ اقتباس سابقہ حوالہ سے بھی زیادہ واضح، تفصیلی اور فیصلہ کن ہے، کیونکہ یہاں مرزا غلام قادیانی نے اپنی جسمانی حالت کے اسباب اور پس منظر کو خود گنوا کر بیان کیا ہے، اور یوں کسی تاویل یا عذر کی گنجائش باقی نہیں رہنے دی۔ وہ صراحت کے ساتھ بتاتا ہے کہ شادی کے وقت دل و دماغ کی سخت کمزوری، متعدد پرانے امراض، خصوصاً ذیابیطس، دردِ سر مع دورانِ سر، اور بعض اوقات تشنجِ قلب جیسی سنگین کیفیات اس کے ساتھ لاحق تھیں۔ یہ تمام بیماریاں محض وقتی یا معمولی نوعیت کی نہیں بلکہ مزمن اور دیرینہ امراض کے زمرے میں آتی ہیں، جو انسان کی عمومی صحت ہی نہیں بلکہ ازدواجی و تولیدی صلاحیت پر بھی براہِ راست اثر ڈالتی ہیں۔

ان اسباب کو ذکر کرنے کے فوراً بعد مرزا غلام قادیانی کا یہ کہنا کہ "اس لئے میری حالتِ مردمی کالعدم تھی" نہایت معنی خیز ہے، کیونکہ یہاں "اس لئے" کا لفظ علت و معلول کا رشتہ قائم کر رہا ہے۔ گویا وہ خود فیصلہ صادر کر رہا ہے کہ مذکورہ امراض کا لازمی نتیجہ اس کی مردمی حالت کا کالعدم ہونا تھا۔ اس کے بعد "پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی" کا اضافہ اس کیفیت کو مزید پختہ کر دیتا ہے، کیونکہ یہ جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خود کو عملی طور پر بڑھاپے کی حالت میں سمجھتا تھا، حالانکہ عمر کے اعتبار سے وہ اس درجے کا بوڑھا نہ تھا۔

مزید اہم پہلو یہ ہے کہ وہ اس معاملے کو محض ذاتی احساس تک محدود نہیں رکھتا، بلکہ کہتا ہے کہ اس کے بعض دوستوں نے اس شادی پر افسوس کیا، اور اس بابت ایک خط بھی موجود تھا جسے اس نے اپنی جماعت کے "بہت سے معزز لوگوں" کو دکھایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات صرف اس کے دل کی کیفیت یا اندرونی کمزوری نہ تھی، بلکہ ایک معروف اور تسلیم شدہ حقیقت تھی جس پر جماعت کے معزز افراد بھی مطلع تھے۔

اس اقتباس کی روشنی میں یہ نکتہ پوری قوت سے سامنے آتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی شادی کے وقت اپنی ازدواجی صلاحیت کے فقدان کا نہ صرف اقرار کر رہا ہے بلکہ اسے

بیماریوں، بڑھاپے کے اثرات اور اجتماعی مشاہدے سے جوڑ رہا ہے۔ یہی اقرار اس رسالے کے بنیادی سوال کو مزید گہرا کر دیتا ہے کہ اگر شادی کے وقت یہ حالت بالفعل موجود تھی، اور جماعت کے معززین تک اس کا چرچا تھا، تو بعد میں اولاد کے ظہور کی توجیہ قادیانی موقف میں کس بنیاد پر قائم کی جاتی ہے، اور کیا وہ خود ان اعترافات کے ساتھ ہم آہنگ ہے یا نہیں۔

مرزا غلام قادیانی کا صریح اور ذاتی اعترافِ نامردی

جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں
کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک
مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا

(مکتوبات احمد جلد دوم، مکتوب نمبر 15 صفحہ 27)

یہ اقتباس سابقہ تمام حوالہ جات پر نہایت مضبوط، صریح اور قطعی اضافہ ہے، کیونکہ یہاں مرزا غلام قادیانی کسی بیرونی راوی، دوست یا مخالف کی بات نقل نہیں کر رہا بلکہ براہِ راست اپنی داخلی کیفیت، ذہنی یقین اور ذاتی احساس کو تحریری صورت میں بیان کر رہا ہے۔ الفاظ "مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں" کسی بھی تاویل، مجاز یا مبالغے کے محتاج نہیں، بلکہ یہ ایک واضح اور دوٹوک اقرار ہے، جو خود صاحبِ تحریر کی زبان سے صادر ہو رہا ہے۔

اس اقتباس میں چند نہایت اہم نکات قابلِ غور ہیں۔ اول یہ کہ مرزا غلام قادیانی ضعفِ دماغ کے عارضے کو غیر معمولی شدت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور مخاطَب کو یہ یقین دلاتا ہے کہ شاید اس درجے کا ضعف اسے لاحق بھی نہ ہو۔ ضعفِ دماغ کا یہ اعتراف محض ذہنی کمزوری تک محدود نہیں رہتا بلکہ آگے چل کر براہِ راست ازدواجی اور مردمی کیفیت سے جوڑ دیا جاتا

ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے نزدیک یہ عارضہ عملی زندگی، خصوصاً ازدواجی صلاحیت پر اثر انداز ہو رہا تھا۔

دوسرا نہایت فیصلہ کن نکتہ یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ: "جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں"۔ یہاں "نئی شادی" کا ذکر اس بات کو قطعی بنا دیتا ہے کہ یہ کیفیت شادی سے پہلے یا شادی کے فوراً بعد کی ہے، نہ کہ کسی بعد کے عارضی مرحلے کی۔ پھر "مدت تک" کا لفظ وقتی شک یا لمحاتی وہم کی نفی کر دیتا ہے، کیونکہ مدت تک قائم رہنے والا یقین عام طور پر مسلسل تجربے اور مشاہدے کے بغیر پیدا نہیں ہوتا۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ وہ اس کیفیت سے نکلنے کے لیے کسی طبی علاج یا فوری جسمانی بہتری کا ذکر نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ: "آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا"۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسئلہ اس کے نزدیک اس قدر سنگین تھا کہ اس کا حل اسے طویل انتظار، صبر اور غیر معمولی دعا میں نظر آ رہا تھا، جو خود اس بیماری کی شدت پر دلالت کرتا ہے۔

اس اقتباس کی مجموعی حیثیت یہ ہے کہ اب ہمارے سامنے صرف بیماریوں کی فہرست، دوستوں کے افسوس، جماعتی خطوط یا شادی کے وقت کی کمزوری ہی نہیں، بلکہ خود مرزا غلام قادیانی کا ذاتی اور تحریری اعتراف موجود ہے کہ وہ ایک عرصے تک اپنے آپ کو نامرد سمجھتا رہا۔ اس اعتراف کے بعد یہ سوال محض ایک الزام یا اعتراض نہیں رہتا بلکہ ایک سنجیدہ تحقیقی اشکال بن جاتا ہے کہ اگر یہ کیفیت واقعی موجود تھی، اور وہ خود اسے تسلیم کر رہا ہے، تو پھر اولاد کے مسئلے پر قادیانی بیانیہ کن اصولوں اور کس تسلسل کے تحت قائم کیا جاتا ہے۔

مرزا کی نامردی پر قریبی حلقے کا افسوس

میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری
زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے

افسوس کیا۔

(سیرت نصرت جہاں بیگم صفحہ 518)

اس عبارت کی معنوی اور تحقیقی اہمیت اس لیے دو چند ہو جاتی ہے کہ یہاں مرزا غلام قادیانی کی حالتِ مردمی کے کالعدم ہونے کا ذکر کسی مخالف کی تحریر میں نہیں بلکہ اس بیوی کی سیرت میں محفوظ ہے جس کا تعلق براہِ راست مرزا غلام قادیانی کی ازدواجی زندگی سے تھا۔ "میری حالت مردمی کالعدم تھی" ایک ایسا جملہ ہے جو نہ صرف صراحت کے ساتھ جنسی صلاحیت کی نفی کرتا ہے بلکہ کسی تاویل، نفسیاتی عذر یا مبہم کمزوری کی گنجائش بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ اس کے ساتھ ہی "پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی" کا اضافہ اس کیفیت کو وقتی یا حادثاتی نہیں بلکہ مستقل اور ہمہ گیر ظاہر کرتا ہے، گویا شادی کے وقت مرزا غلام قادیانی خود کو عملی طور پر بڑھاپے کی کیفیت میں دیکھ رہا تھا۔

اس اقتباس کا ایک نہایت اہم اور نظر انداز نہ کیا جا سکنے والا پہلو یہ ہے کہ یہاں صرف مرزا غلام قادیانی کی ذاتی رائے بیان نہیں ہو رہی بلکہ اس کے "بعض دوستوں" کے افسوس کا ذکر بھی موجود ہے۔ یہ افسوس اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ یہ معاملہ خفیہ یا محض اندرونی احساس تک محدود نہ تھا بلکہ قریبی حلقوں میں اس کمزوری کا چرچا اور ادراک موجود تھا۔ اگر یہ محض وسوسہ، عارضی مرض یا وقتی ذہنی کیفیت ہوتی تو نہ دوستوں کے افسوس کی نوبت آتی اور نہ اسے اس انداز میں محفوظ کیا جاتا۔

یہ اقتباس سابقہ حوالہ جات کے ساتھ مل کر ایک مسلسل اور مربوط تصویر پیش کرتا ہے کہ شادی کے وقت مرزا غلام قادیانی خود بھی اپنی مردمی صلاحیت کو کالعدم سمجھتا تھا، اس کے دوست بھی اسی بنیاد پر اس نکاح کو ناموزوں تصور کرتے تھے، اور بعد ازاں خود مرزا غلام قادیانی نے مکتوبات میں مدت تک نامرد ہونے کے یقین کا اعتراف کیا۔ اس تسلسل کے

بعد قادیانیت کے لیے یہ سوال ناگزیر ہو جاتا ہے کہ اگر شادی کے وقت اور اس کے بعد یہ کیفیت مسلم اور معروف تھی تو پھر اولاد کے ظہور کی حقیقت کو کس اصول اور کس فارمولے کے تحت سمجھایا جاتا ہے۔ یہی وہ بنیادی اشکال ہے جس پر اس رسالے کی پوری بحث قائم ہے اور جس سے فرار ممکن نہیں۔

شادی کے وقت نامردی کا علانیہ اعتراف

ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ باعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203)

یہ اقتباس مرزا غلام قادیانی کے اعترافات میں اس اعتبار سے سب سے زیادہ وزنی اور ناقابل انکار ہے کہ یہاں محض ذاتی احساس، داخلی کیفیت یا نفسیاتی گمان بیان نہیں ہو رہا

بلکہ اپنی نامردی اور شدید جسمانی کمزوری کا اعتراف کھلے طور پر جماعت کے معززاور مرکزی افراد کے سامنے ثابت کیا جا رہا ہے۔ "میری حالت مردمی کالعدم تھی" ایک صریح، غیر مبہم اور قطعی جملہ ہے جس میں کسی قسم کی تاویل، مجاز یا مجمل مفہوم کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ مزید یہ کہ اس کیفیت کو محض ایک علامت یا وقتی ضعف قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس کے اسباب بھی بالتفصیل بیان کیے گئے ہیں، جیسے ذیابیطس، قدیم دردِ سر مع دورانِ سر اور بعض اوقات تشنج قلب، جن سب کے مجموعے کو خود مرزا غلام قادیانی اپنی مردمی حالت کے کالعدم ہونے کی بنیادی وجہ قرار دے رہا ہے۔

اس اقتباس کا ایک نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ یہاں نامردی کے اعتراف کو ذاتی دائرے تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اس پر دوستوں کے افسوس، جماعت کے معززین کی آگاہی اور بیرونی شخصیات کی تصدیق بھی شامل ہے۔ مولوی نورالدین، مولوی برہان الدین اور دیگر اکابرین کو خط دکھلانے کا ذکر اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ یہ معاملہ مرزا غلام قادیانی کے نزدیک اتنا واضح اور مسلم تھا کہ اسے جماعت کے ذمہ دار افراد کے سامنے پیش کرنے میں کوئی تردد محسوس نہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ مولوی محمد حسین ایڈیٹر "اشاعۃ السنہ" کی طرف سے ہمدردی کے اظہار اور حکیم محمد شریف کی زبانی اس بات کی تصدیق کہ "آپ باعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے" اس اعتراف کو محض خود بیانی نہیں رہنے دیتی بلکہ خارجی شہادت کے درجے پر فائز کر دیتی ہے۔

یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ اگر یہ کیفیت محض وسوسہ، وہم یا وقتی ذہنی کمزوری ہوتی تو نہ اس کا اس قدر تفصیلی تذکرہ کیا جاتا، نہ جماعت کے اکابرین کو خطوط دکھائے جاتے اور نہ ہی معزز اشخاص کی جانب سے ہمدردی اور عدمِ اہلیت کی تصدیق سامنے آتی۔ اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ شادی کے وقت مرزا غلام قادیانی نہ صرف خود کو عملی طور پر نامرد سمجھتا تھا بلکہ

اس کے قریبی حلقے اور معاصرین بھی اسی حقیقت کو تسلیم کیے ہوئے تھے۔

یہ حوالہ سابقہ تمام اقتباسات کے ساتھ مل کر ایک مسلسل، مربوط اور نا قابل تردید تصویر قائم کرتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے خود اپنی تحریروں میں شادی کے وقت مردمی کے کالعدم ہونے، جسمانی ضعف کی شدت اور ازدواجی اہلیت کے فقدان کا بار بار اور کھلے لفظوں میں اعتراف کیا۔ اب قادیانیت کے سامنے بنیادی سوال یہی رہ جاتا ہے کہ ایسی صریح تصریحات کے بعد اولاد کے ظہور کو کس اصول، کس توجیہ اور کس عقیدے کے تحت ثابت کیا جائے گا۔ یہی وہ مرکزی اشکال ہے جس پر اس رسالے کی بحث قائم ہے اور جس سے بچنے کی کوئی علمی راہ باقی نہیں رہتی۔

پیرانہ سالی کی علامات خود مرزا میں پائی جاتی تھیں

> اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آجاتی ہے۔ اور حواس میں اور دوسرے قومی میں فتور آنے لگتا ہے۔ یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے۔ بہت سے لوگ اس زمانہ میں بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قومی بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قومی کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بے ہوش ہوتا ہے اور ضعف و تکامل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔

(حضرت مسیح موعود کی دو اہم تقریریں، 29 دسمبر 1940 کی تقریر صفحہ 2)

یہ اقتباس اس بحث میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہاں پیرانہ سالی کی کوئی

بیرونی یا مخالفین کی گھڑی ہوئی تعریف پیش نہیں کی جا رہی بلکہ خود مرزا غلام قادیانی کی زبان سے پیرانہ سالی کی علامات اور آثار تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔مرزا کے مطابق پیرانہ سالی وہ مرحلہ ہے جس میں علم کے بعد لاعلمی آجاتی ہے، حواس میں فتور پیدا ہو جاتا ہے، جسمانی اور ذہنی قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں، اعصاب اور قویٰ بیکار ہونے لگتے ہیں، بعض اوقات جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور انسان ہوش میں ہوتے ہوئے بھی بے ہوشی کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔مزید یہ کہ مرزا واضح کرتا ہے کہ ساٹھ یا ستر سال کے بعد اکثر خاندانوں میں انسان کے حواس میں فتور آجانا ایک معروف اور مشاہدشدہ حقیقت ہے۔

اب جب اس تعریف کو مرزا غلام قادیانی کے اپنے سابقہ اعترافات کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو تصویر بالکل واضح ہو جاتی ہے۔وہ خود اقرار کر چکا ہے کہ شادی کے وقت اس کی "حالتِ مردمی کالعدم" تھی، وہ شدید جسمانی کمزوری، ذیابیطیس، دردِ سر مع دورانِ سر اور تشنجِ قلب جیسے امراض میں مبتلا تھا اور اس کی زندگی "پیرانہ سالی کے رنگ" میں ڈھل چکی تھی۔ یعنی جو علامات وہ یہاں پیرانہ سالی کی بیان کر رہا ہے، انہی کا اطلاق وہ اپنی ذات پر پہلے ہی کر چکا ہے۔

یہ نکتہ نہایت فیصلہ کن ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے پیرانہ سالی کو محض بڑھاپے کا نام نہیں دیا بلکہ اسے حواس کے فتور، قویٰ کے بیکار ہونے، جسمانی و ذہنی طاقتوں کے ضائع ہو جانے اور انسان کے ہوش میں بے ہوش ہونے سے تعبیر کیا ہے۔یہی وہ کیفیت ہے جسے وہ خود اپنی شادی کے وقت اپنی حالت کے طور پر بیان کرتا ہے۔اس طرح پیرانہ سالی کا اطلاق اس کی ذات پر کسی مخالف کی طرف سے نہیں بلکہ خود اس کی تصریحات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے۔

یہ اقتباس اس دعوے کو بھی باطل کر دیتا ہے کہ "حالتِ مردمی کالعدم" محض وقتی یا نفسیاتی

کیفیت تھی، کیونکہ مرزا کے نزدیک پیرانہ سالی ایک ایسا مرحلہ ہے جس میں ضعف و تکامل اپنا مستقل اثر دکھاتا ہے اور قویٰ و صلاحیتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ جب خود مرزا اپنی زندگی کو اس مرحلے میں داخل شدہ قرار دے رہا ہے تو پھر ازدواجی قوت اور تولیدی اہلیت کے دعوے محض دعویٰ رہ جاتے ہیں، دلیل نہیں بنتے۔

اس طرح یہ حوالہ سابقہ تمام اعترافات کی فکری اور نظری بنیاد فراہم کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی کی نامردی کا بیان محض ایک جملہ نہیں بلکہ اس کی اپنی بیان کردہ پیرانہ سالی کی تعریف کا لازمی نتیجہ ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں قادیانیت کے لیے سوال مزید گہرا اور ناقابل فرار ہو جاتا ہے۔

مرزے کی صحت کا ٹھیکہ

اور اِدھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اِس پر مجھے الہام ہوا کہ:

"ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے"

(تذکرہ صفحہ 787)

مرزا غلام قادیانی نے خود اپنے تذکرے میں اعتراف کیا ہے کہ اگرچہ مرزے کی خدا نے اس کی صحت کا ٹھیکہ لیا تھا، یعنی اسے زندگی اور صحت کی فراہمی میں تحفظ عطا کیا گیا تھا، مگر اس کے باوجود وہ مختلف امراض کا شکار رہا اور اس کی نامردی اور دیگر جسمانی کمزوریاں مسلسل جاری رہیں۔ وہ لکھتا ہے:

"ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے۔"

یہ عبارت خود مرزا کے اپنے اعتراف کی تصدیق کرتی ہے کہ خدا نے اسے زندہ رکھا مگر مکمل تندرستی اور صحت نہ دی، اور یہ حالت اس کے لیے ایک طرح کا خدائی عذاب یا

امتحان تھی۔ واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی جسمانی لحاظ سے مکمل طور پر تندرست نہ تھا اور اس کے جسم میں کمزوری، امراضِ مزمن اور نامردی کے اثرات مسلسل موجود رہے۔

یہ نقطہ نہ صرف اس کے جسمانی ضعف کی گواہی دیتا ہے بلکہ سوال بھی پیدا کرتا ہے کہ ایسے شخص سے اولاد کی پیدائش کیسے ممکن ہوئی، جو قادیانیت کے دعووں کے تناظر میں ایک سنجیدہ اعتراض ہے۔

مئی ۱۸۸۴ء ''پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب[۲] کے معاون ہیں۔ کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے اور جس روز یہ خواب آئی اس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا مگر یہ عاجز نواب[۳] صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے ان کے لئے دُعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اس دن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں سو بعد نماز عصر جب وقتِ صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دُعا اسی جگہ الہام ہوا۔

نُنَجِّيْهِمَا مِنَ الْغَمِّ

یعنی ہم اِن دونوں کو غم سے نجات دیں گے...... پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آ گیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔'' (از مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمد جلد ۱ صفحہ ۶۰۳، ۶۰۴ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

نومبر ۱۸۸۴ء ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی[۴] کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا...... میری حالتِ مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا...... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے...... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جنابِ الٰہی میں دُعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوا میں نے طیّار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی

۱۔ مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر (مرزا بشیر احمد) ۲۔ براہین احمدیہ (مرزا بشیر احمد)
۳۔ مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر (مرزا بشیر احمد) ۴۔ جو ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو دہلی میں ہوئی۔ (مرزا بشیر احمد)

ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا۔ سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اس نے میری رکھی اور جیسا کہ اس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ **یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ** ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اس نے میرے لئے خالی نہ رکھی اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور مَیں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنّج قلب بھی تھا اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جس کو مَیں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا

بقیہ نوٹ۔ تھی **سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی زَادَ مَجْدَکَ یَنْقَطِعُ اٰبَآؤُکَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ** یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا اب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے کیا جائے گا۔ یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا ایسا ہی تو بھی ہوگا کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ میں یہ الہام ہے۔ **سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ صَافَیْنَاہُ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ تَفَرَّدْنَا بِذَالِکَ فَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی** ۔ یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اس کو غم سے نجات دی۔ ہم ہی اس بات سے خاص ہیں پس اگر تم مقام اصطفاء چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکھو جو ابراہیم یعنی اس عاجز کا مقام ہے۔ **منہ**

مکتوب نمبر ۱۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ   نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

ازطرف عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔ جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ان کریمانہ قدرتوں کو، جن کو میں نے بذاتِ خود آزمایا ہے اور جو میرے پروارد ہوچکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اُس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اُسے معلوم ہو جاوے کہ کیونکر وہ نومیدی سے امید پیدا کرسکتا ہے۔ غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جلّشانہٗ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کرسکتا۔ **خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں۔** ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکمے اور بے ہُنر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں۔ سو اگر آپ مجھے بشرط صبر وشکیب کہنے کی اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں۔ طلبگار باید صبور وحمول۔

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر صائب بھی تب ہی سوجھتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بند سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں اس طرح کہ جس طرح کوئی نہایت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر و کریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کرا کر بھیج دی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے۔ والسلام☆

۲۲؍فروری ۱۸۸۷ء   خاکسار۔ غلام احمد از قادیان

☆ الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

الحکم نمبر ۳۰ جلد ۷ — ۳ — مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۳ء

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ کے مکتوبات

حضرت حکیم الامت کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمدللہ والمنت کہ کل کے خط سے بخیر و عافیت آپ کے واپس تشریف آوری کی خوشخبری معلوم ہوئی بشیر احمد عرصہ تین ماہ تک برابر بیمار رہا تین چار دفعہ ایسی حالت نازک تک پہنچ گیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید دو چار دم باقی ہیں مگر عجیب قدرت قادر ہے کہ ان سخت خطرناک حالتوں تک پہنچا کر پھر اون سے رہائی بخشتا رہا ہے اب بھی کسیقدر علالت باقی ہے۔ مگر الفضلہ تعالیٰ آثار خطرناک نہیں ہیں بے شک ایسے اوقات بڑی ابتلا کے وقت ہوتے ہیں اور ایسے وقتوں کے دعا بھی عجیب قسم کی دعا ہوتی ہیں سو الحمدللہ والمنت کہ آپ ایسے وقتوں میں یاد آجاتے ہیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ عاجز بباعث شدت درد سر جو کئی دن سے لاحق ہے اور آج کچھ تخفیف ہے مگر ضعف بہت ہے تحریر جواب سے قاصر رہا ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت ہی فضل و کرم ہے جسکا غور سے مطالعہ کرنیکے بعد آپ اوس کا شکر ادا نہیں کرسکیں گے رہی خبر بابت فکر و تردد سو وہ بھی کسی بڑی مصلحت کے لئے جس کی حقیقت تک انسان کو رسائی نہیں ایک وقت مقررہ تک لگائے گئے ہیں اور وقت مقررہ کے آنے سے دور بھی ہو جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر۔ اس احقر ناچیز کے دعا بھی انشاء اللہ منقطع نہیں ہوں گے جب تک کشود کار پیدا نہ ہو ولم اکن بدعائک رب شقیا اور دینی امور میں اگر کچھ قبض ہو یا اعمال صالحہ میں غبتی تو پھر بھی مقام شکر ہے کہ اُس نقصان حالت کے لئے دل جلتا ہے اور کباب ہوتا ہے یہ بھی تو ایک بڑی نیکی ہے کہ نیکی کے حصول کے لئے دل غمگین ہووے۔ ہم لوگ بکلی اپنے اختیار میں نہیں ہیں علت العلل کی سپری سر پر ہے جو مدبّر و حکیم ہے بمقتضا مصلحت و حکمت جو چاہتا ہے ہم سے معاملہ کرتا ہے فرض کیا اگر وہ ہمیں دوزخ میں بھی ڈالے تو وہ دوزخ ہمیں بہشت سے اچھا ہے ہم کیسے ہی نالائق ہوں مگر پھر اوس کے ہیں ؎

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۰ مارچ ۱۸۸۷ء

از طرف عاجز عائذ باللہ غلام احمد

بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اوس کو غور سے پڑھا جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی اون کریمانہ قدرت کو جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے۔ اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اُس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اوسے معلوم ہو جاوے کہ کیونکر وہ ناامیدی سے امید پیدا کرسکتا ہے غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے البتہ صبر چاہیئے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے جسقدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا۔ تو اللہ جلشانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اسقدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کرسکتا خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکما اور بے ہنر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں سو اگر آپ مجھے بشرط صبر و شکیب رکھنے کے اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں ؎

طالب کار باید صبور و حمول +

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر صائب بھی تبھی سوجھتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بندہ سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں۔ اس طرح کہ جسطرح کوئی نہایت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر و کریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کرا کر بھیجدی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے

والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ و نصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل عنایت نامہ پہنچا مبلغ سو روپیہ پہلے اس سے پہنچ گیا تھا جزاکم اللہ خیرا اس عاجز کا دماغ نہایت ضعیف ہو گیا ہے ابھی آنجناب کا کام نہیں ہو سکتا ایک خط کا لکھنا مشکل ہے اللہ جلشانہ غیب سے قوت فرما دے۔ مولوی محمد حسین صاحب بہت دور جا پڑے ہیں جو شخص اس دنیا سے دل نہ لگاوے اور اپنی حالت پر نظر کرے اور اپنے قصوروں کا تدارک چاہے خدا تعالیٰ اوسکو بصیرت بخش دیتا ہے ورنہ بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون کا مصداق ہو جاتا ہے مولوی محمد حسین ایک مقام اور ایک رائے پر ٹھہر گئے ہیں اور وہ مقام اور وہ رائے انہیں پسند آگیا ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اسی پر اُن کی موت ہو تو اونہیں اس طبقہ میں جانا پڑیگا جس میں محجوبین جایا کرتے ہیں خدا تعالیٰ صدق اور صادقین کی طلب اُن میں پیدا کرے اور زنگ موجودہ سے اُنہیں نجات دے ورنہ اون کی خطرناک حالت ہے منقولی طور پر معلومات کی وسعت یا معقولی طور پر کچھ قیل و قال کا مادہ ایک ملحد میں بھی پیدا ہو سکتا ہے جائے فخر نہیں اور نہ اس سے وہ قدوس خوش ہو سکتا ہے جس کے دلوں پر نظر ہے سچائی اور راستبازی اور انقطاع الی اللہ میں انسان کی نجات ہے ورنہ علم بھی ہو تو کیا فائدہ ؎

خر بیست برو کتابے چند +

محمد حسین کی حالت نہایت نازک ہے اور انہیں اُس کی خبر نہیں

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ دسمبر ۱۸۸۸ء

میری حالتِ مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے جیسے اخویم مولوی نور دین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ ”آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں۔ ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے۔“ یہ ایک چھوٹے سے کاغذ پر رقعہ ہے جواب تک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستوں نے بچشمِ خود اس کو دیکھ لیا اور خط پہچان لیا ہے اور مجھے امید نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کریں اور اگر کریں تو پھر حلف دینے سے حقیقت کھل جائے گی۔ غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے رفع مرض کیلئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کرلیا کہ وہ پُرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی ہو تو میں اس جگہ اس واقعہ حقہ کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کیلئے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر و قیوم کے نشان ہر رنگ میں ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔ اس لئے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ ے

”قریباً چودہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میری اس بیوی کو چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے اور تین پہلے موجود ہیں اور یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ اس پسر چہارم کا عقیقہ بروز دوشنبہ یعنی پیر ہوا ہے اور جس وقت یہ خواب دیکھی تھی اس وقت ایک بھی لڑکا نہ تھا۔ یعنی کوئی بھی نہیں تھا اور خواب میں دیکھا تھا کہ اس بیوی سے میرے چار لڑکے ہیں اور چاروں میری نظر کے سامنے موجود ہیں

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ **یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ**۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اِس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اِس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر **اشاعۃ السنہ** نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ ’’آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے۔ ایسا نہ ہو کہ

کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفسِ امّارہ غالب آجاتا ہے۔ اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ عِلم کے بعد پھر لاعلمی آجاتی ہے۔ اور حواس میں اور دوسرے قویٰ میں فتور آنے لگتا ہے۔ یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے۔ بہت سے لوگ اس زمانہ میں بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بے ہوش ہوتا ہے اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم اِنہیں تین زمانوں پر ہے اور یہ تینوں ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں۔ پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کس قدر مشکل مرحلہ ہے۔

بچپن کا زمانہ تو ایک مجبوری کا زمانہ ہے۔ اس میں سوائے لہو ولعب اور کھیل کود اور چھوٹی چھوٹی خواہشوں کے اور کوئی خواہش ہی نہیں ہوتی۔ ساری خواہشوں کا منتہا کھانا پینا ہی ہوتا ہے۔ دنیا اور اس کے حالات سے محض ناواقف ہوتا ہے۔ اُمور آخرت سے بکلّی ناآشنا اور لاپرواہ ہوتا ہے۔ عظیم الشان امور کی اسے کوئی خبر ہی نہیں ہوتی۔ وہ نہیں جانتا کہ دنیا میں اس کے آنے کی کیا غرض اور مقصد ہے۔ یہ زمانہ تو یوں گذر گیا۔ اس کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس زمانہ میں اس کے معلومات بڑھتے ہیں اور اس کی خواہشوں کا حلقہ وسیع ہوتا ہے مگر جوانی کی مَستی اور نفسِ امّارہ کے جذبات عقل مار دیتے ہیں اور ایسی مشکلات میں پھنس جاتا ہے اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ اگر ایمان بھی لاتا ہے تب بھی نفسِ امّارہ اور اس کے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اُسے ایمان اور اس کے ثمرات سے دور پھینک دینے کے لئے حملے کرتے ہیں۔ اس کے بعد جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکمّا اور ردّی ہوتا ہے جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوگ باقی رہ جاوے۔ اِسی طرح پر انسانی عمر کا پھوگ بڑھاپا ہے۔ انسان اس